قرآن وسنت کی روشنی میں سوشل میڈیا کے استعمال کا ایک تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE USE OF SOCIAL MEDIA IN THE LIGHT OF QUR'AN AND SUNNAH

Sabir Hussain
MS Research Scholar IIUI
(ihadi.siraj@gmail.com)

Abstract:

Social media is the most popular and the easiest source of communication and transmission platform in the 21st century. Abundance of information's and contents are available at easy access. Social media is a beneficial for those who use it in productive way, and it is pitfall for many wrong users. Unfortunately, social media is more a pitfall in our society than a beneficial platform. Evidently, it has more cost associated with its negative use than its benefits in use: the gap of awareness and rabid use of it by all and sundry undermines social mores, cultural values and become a question of serious consideration. As mentioned, it needed to highlight the positive and negative usage of social media and its impact upon religion and its teaching. In this article, consequently, the positive and negative usages of social media accordance with Quran and Sunnah are discussed, and its impacts as well as ethics of usage of social media are studied.

Key words: Media,

مقدمہ

تاریخ بشر میں انسان اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی بسر کرنے میں ہمیشہ سماجی تعلقات و روابط کا محتاج رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میلوں دور مختلف مقامات پر زندگی گزارنے کے باوجود ہر دور میں ایک دوسرے تک پیغامات پہنچانے اور سماجی روابط قائم کرنے کے لئے مواصلات کا کوئی نہ کوئی نظام موجود رہا ہے۔ کسی دور میں چمڑے کے خطوط اور

قاصد بھیجنے کا سلسلہ تھا تو بعد میں کاغذ کے خطوط کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور تار لائن فون سے ہوتا ہوا اب موبائل فون اور انٹرنیٹ کا دور آیا ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کو براہ راست دیکھتے ہوئے بات چیت کر لیتے ہیں۔ اکیسویں صدی میں انٹرنیٹ کی دنیا میں سماجی ویب سائٹس Social Websites جیسے فیس بک، واٹس ایپ، یوٹیوب اور ٹیلی گرام وغیرہ کی آمد نے مواصلاتی نظام میں ایک انقلاب برپا کیا ہے۔ اب قریبی محلہ میں موجود ہمسائیوں سے پہلے ہزاروں میل دور کسی ملک میں رہائش پذیر فرد ان کے محلہ کے حالات و وقائع سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے۔ کسی خاص موضوع پر گھنٹوں کتابیں کھنگالنے کی بجائے اب ایک کلک سے ہزاروں کی تعداد میں مواد حاصل کرنے کی سہولت میسر آئی ہے۔ مگر دوسری جانب بنی نوع انسان کو انٹرنیٹ کی دنیا خصوصا سوشل میڈیا کی آمد کے بعد نت نئے مسائل اور نقصانات کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کتاب خوانی کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے، طالب علموں کا رشتہ کتابوں سے زیادہ موبائل فون اور سماجی ویب سائٹس سے جڑ گیا ہے، خلوص کی جگہ ریاکاری نے لے لی ہے، معاشرے سے اخلاقیات کا جنازہ اٹھ رہا ہے، یہاں تک کہ انسانی جسمانی صحت بھی تیزی سے متاثر ہو رہی ہے۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس صدی کے دانشور اور اہل علم انسانی سماج کو جدید ذرائع مواصلات اور سماجی ویب سائٹس سے بہتر انداز میں مستفید ہونے کی طرف رہنمائی کریں اور ان کے برے اثرات واستعمال سے بچنے کے لئے آگاہی دیں۔ بحیثیت ایک مسلمان ہمارے لئے محور ومعدن ہدایت قرآن و سنت ہیں۔ لہذا اس مقالہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں ان جدید ذرائع مواصلات اور سوشل میڈیا کی اہمیت اور استعمال کو زیر بحث لانے کی کوشش کرینگے۔ اولا ہم سوشل میڈیا کی اہمیت وضرورت اور اس کے بعد اس کے مفید و مضر استعمال اور ان کے اثرات کا جائزہ لینگے۔

سوشل میڈیا کی اہمیت وضرورت:

آج کے دور میں سوشل میڈیا کی اہمیت وضرورت سے کون آشنا نہیں کیونکہ موجودہ صدی میں سوشل میڈیا سماجی زندگی کے لوازمات کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ معاشرے کا جوان ہو یا بزرگ، مرد ہو یا عورت، چھوٹا بڑا سب کسی نہ کسی ذریعے سے اس سے مربوط نظر آتے ہیں۔ لوگ فیس بک، وٹس ایپ، ٹوئٹر، ٹیلی گرام وغیرہ کے ذریعے اس طرح ایک دوسرے سے جڑ گئے ہیں کہ پوری دنیا ایک محلہ کی مانند ہو گئی ہے۔ اس لئے اب گلوبل ولیج کی اصطلاح زبان زد عام ہے۔ بلاشبہ اِس وقت سوشل میڈیا بہت ہی مضبوط شکل اختیار کر چکا ہے۔ اب سوشل میڈیا الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا

سے بھی زیادہ مقبول ہو چکا ہے۔ اِس کا اندازہ ہم اس سروے رپورٹ سے لگا سکتے ہیں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ "۲۰۲۰ء سے ۲۰۲۱ کے درمیان پاکستان میں سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کی تعداد میں ۲۴ فی صد اضافہ دیکھا گیا۔"[1]

اگر ہم دین کے آئینہ میں سوشل میڈیا کو دیکھیں تو یہ ایک لحاظ سے نعمات الٰہی میں سے ایک نعمت ہے۔ کیونکہ خداوند متعال نے ہی انسان کو عقل جیسی ایک بیش بہا اور بے مثال نعمت سے نوازا ہے اسی عقل کے توسط سے لوگ نت نئ تخلیقات کرتے چلے آئے ہیں۔ آج اگر سوشل میڈیا کی صورت میں ذرائع مواصلات میں ایک انقلاب بپا ہوا ہے تو وہ اسی عقل کی بدولت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ"[2]

"اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مسخر کیا، غور کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں ہر چیز کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ اور انسان میں عقل و شعور کے توسط سے بے شمار صلاحیتیں پنہاں رکھی ہیں۔ انہی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسان روز بروز وقت کی ضرورت کے مطابق اپنی ضروریات کی اشیاء کشف و ایجاد کرتا ہے۔ پس اب تک سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں انسان نے جس قدر ترقی کی ہے اور جو نت نئ ایجادات منظر عام پر لے آیا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں اور طاقت و قوت کی وجہ سے ہیں۔ پرانی تہذیبوں سے جدید صنعتی انقلاب کے زمانے تک انسانی ذھن کی تخلیقی صلاحیتوں کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس تناظر میں اگر اس دور میں جدید ذرائع مواصلات نے دنیا کو ایک ویلیج کی طرح بنا دیا ہے تو یہ خداوند متعال کی بنی نوع بشر کو عطا کردہ قوت وصلاحیت کی وجہ سے ہی ہے۔ خاص کر سماجی تعلقات کے جو جدید ذرائع ہیں (فیس بک، واٹس ایپ، ٹویٹر وغیرہ) یہ انسانی جدید تخلیق کے اعلیٰ شاہکاروں میں سے ہیں۔ اور یہ ترقی و ایجادات کا سلسلہ ابھی جاری رہے گا کیونکہ بنی نوع انسان کی صلاحیتیں ابھی اس سے بالاتر ہیں۔ آیت اللہ محسن علی قرائتی سوشل میڈیا کی اہمیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ"[3]

اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تا کہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتا دے"

اس آیہ مجیدہ کے مطابق ہر نبی اپنے زمانے کے لوگوں کی زبان بولتے تھے اور ان سے ان میں رائج پیغام رسانی کے ذرایع کے ذریعے گفت وشنید کیا کرتے تھے۔ موجودہ زمانے کے جوانوں کی زبان سوشل میڈیا ہے لہذا پیغام رسانی کے لئے اس کا بھرپور انداز میں استعمال ہونا چاہیے۔[۴]

اسی طرح قرآن میں آیا ہے کہ

"وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ"[۵]

اور ان سے لڑنے کے لیے جو کچھ قوت سے اور صحت مند گھوڑوں سے جمع کر سکو سو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر رعب پڑے، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔

اس آیت مجیدہ میں دشمنان خدا و دشمنان دین کے خلاف پوری طاقت و قوت سے تیار رہنے کی تاکید آئی ہے۔ آج کے زمانے میں دشمن کا ایک مؤثر ترین محاز سوشل میڈیا ہے جسکے ذریعے دشمن نئی نسل کو دین سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں تو ایسے میں ہمیں بطور مسلمان اس محاذ پر بھی اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس محاذ کو دشمن کے کاموں کے مقابلے میں قرآن و معارف دینیہ کی ترویج کے لئے استعمال کرنا چاہیے"[۶]

سوشل میڈیا کی اہمیت اور اس کے استعمال کے حوالے سے ہم نے پاکستان کے ایک مشہور مذہبی سکالر علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری سربراہ جمعیت علمائے اہلحدیث پاکستان سے انٹرویو لیا تو انہوں نے کہا: "انبیاء کی سیرت میں ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ ہر دور کے ذرائع مواصلات کو پیغام رسانی کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ روایات میں ملتا ہے کہ جب آنحضرت ص نے اس دور کے سلاطین کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھے اور بھیجنے کا ارادہ کیا تو کسی صحابی نے عرض کیا:

یارسول اللہ ص! اس وقت خطوط لکھنے کے بعد چاندی کی تصدیقی مہر لگانا رائج ہے۔ تو آپ ص نے فوراً چاندی کی ایک مہر تیار کے ان خطوط پر مہریں ثبت کیں۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور کے پیغام رسانی کے ذرائع کو بطریق احسن استعمال کرنا چاہیے۔ آج کے دور میں دوسروں تک پیغام پہنچانے کا ایک مؤثر ذریعہ سوشل میڈیا ہے۔ اس کا مثبت

استعمال کار آمد اور متاثر کن ہے۔ آج اہل علم حضرات کو اس میدان کے ذریعے بھی ترویج علم و ہنر کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس دور کی جدید ایجادات سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور ان کے استعمال سے منع کرنا زمانہ شناس نہ ہونے کی علامت ہے۔ ان ایجادات کو نیک مقاصد کے لئے مؤثر انداز میں استعمال کرنا حکمت و دانائی کی عکاسی کرتا ہے"[۷]

سوشل میڈیا کا مثبت استعمال اور فوائد:

سوشل میڈیا، بذات خود اچھائی یا برائی کا معیار نہیں بلکہ اسکی اچھائی اور برائی مکمل طور پر اس کے استعمال پر موقوف ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لئے ایک مثال کا سہارا لیتے ہیں کہ ایک بندہ بازار جا کر ایک چھری خریدتا ہے تو یہ ایک مباح کام ہے اس پر کوئی اچھائی یا برائی کا حکم نہیں لگا سکتا۔ بلکہ چھری کی خریداری کی اچھائی یا برائی کا معیار اس کے استعمال پر ہے۔ اگر کسی نے چھری اپنے گھریلو استعمال کے لئے خرید لی ہے تو یہ امر مستحسن ہے اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن اگر یہی چھری اس نے کسی کو قتل کرنے کے لئے خریدی ہے تو اسکا چھری خریدنا نہ صرف برا ہے بلکہ معصیت کا پیش خیمہ ہے اور جب یہ معصیت میں استعمال ہو جائے تو یہ برائی وعصیان کا آلہ بن جائے گی۔ بالکل اسی طرح سوشل میڈیا بھی ہے پس اگر ہم اسکو مثبت اور مفید کاموں کے لئے استعمال کریں تو اسکا استعمال امر مستحسن ہے اور اس نعمت کی قدر دانی شمار ہو گا۔ لیکن اگر ہم اس کا استعمال منفی اور ضرر رساں کاموں میں کریں تو اسکا استعمال مضر اور غلط شمار ہو گا اور وقت کا ضیاع بھی ہو گا، تو ذیل میں ہم سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی استعمال کا آیات و روایات کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کرینگے تا کہ ہم اس نعمت کا درست استعمال کر سکیں۔

سوشل میڈیا کے ذریعے جو مثبت اقدامات اٹھا سکتے ہیں اور جو فائدے لے سکتے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا۔ دعوت دین

اگر ہم تاریخ انبیاء و آئمہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دعوت دین کے لئے ہر زمانے کے رائج شدہ ذرائع مواصلات سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اور مختلف طریقوں سے زیادہ سے زیادہ افراد تک دعوت دین پہنچانے کی سعی و کوشش کی ہے۔ جیسے حضرت سلیمانؑ کا ہواؤں کے ذریعے مختلف علاقوں میں پیغام دین پہنچانے جانا اور

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مختلف سلاطین وقت کے نام دعوت دین کے لئے خطوط کے ہمراہ قاصد بھیجنا وغیرہ۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ"[۸]

"(اے رسول) حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دعوت دیں اور ان سے بہتر انداز میں بحث کریں، یقینا آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شیخ محسن علی نجفی لکھتے ہیں:

دعوت الی الحق دو بنیادوں پر استوار ہے: ایک حکمت اور دوسری موعظہ حسنہ۔ حکمت یعنی حقائق کا صحیح ادراک۔ لہٰذا حکمت کے ساتھ دعوت دینے سے مراد دعوت کا وہ اسلوب ہو سکتا ہے جس سے مخاطب پر حقائق آشکار ہونے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ دعوت کو حکیمانہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب کی ذہنی و فکری صلاحیت، نفسیاتی حالت، اس کے عقائد و نظریات اور ماحول و عادات کو مد نظر رکھا جائے۔ موقع و محل اور مقتضی حال کے مطابق بات کی جائے کہ مخاطب کو کون سی دلیل متاثر کر سکتی ہے اور اس بات پر بھی توجہ ہو کہ ہر بات ہر جگہ نہیں کہی جاتی حتی کہ ہر حق بات بھی ہر جگہ نہیں کہی جاتی"۔[۹]

موجودہ دور میں سوشل میڈیا حقائق کو آشکار کرنے اور موجودہ دور کے ماحول و عادات کے مطابق مؤثر ترین پیغام پہنچانے کا ذریعہ بن چکا ہے۔ لہٰذا اہل علم اور تدریس و تحقیق سے منسلک دانشوروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس پلیٹ فارم کی افادیت و جاذبیت سے بے اعتنائی نہ برتیں بلکہ دعوت الی اللہ کے لئے بہترین اور منظم انداز میں سوشل میڈیا کا استعمال کریں۔ ساتھ ہی یہ بات مد نظر رہے کہ کونسی بات کس وقت، کیسے اور کہاں کہنی چاہیے، جس کو اصطلاح میں مقتضیٰ حال کہا جاتا ہے۔ دوسرا نکتہ جو آیت سے معلوم ہوتا ہے وہ ہے موعظہ حسنہ۔ یعنی اگر کسی بھی طریقے سے وعظ و نصیحت کرنا چاہیں اگرچہ وہ سوشل میڈیا کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو تو وعظ و نصیحت بہترین انداز میں کرنا چاہیے۔ دین کی ترویج کرتے ہوئے سوشل میڈیا اور دیگر مقامات پر مبلغ و معلم کا انداز ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ اس پیغام سے دور

بھا گیں۔ موجودہ دور میں وہ علماء و سکالرز جو سوشل میڈیا پر دین و دینیات کے بارے لکھتے ہیں اور بحث و مباحثہ کرتے ہیں انہیں اس آیت کو مشعل راہ قرار دیکر حکمت و دانائی اور اخلاق حسنہ کے ذریعے سے مخاطب کی ذہنیت و کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دعوت دین دینا چاہیے۔

۲۔ علم و معرفت کا ذریعہ

ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کو شعور و آگاہی دینا اور جہالت کے پردے کو چاک کرتے ہوئے نور کی فضاؤں میں پرواز کرنے کی طاقت و صلاحیّت عطا کرنا اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تعلیم و تعلّم کو انبیاء کی بعثت کا اولین مقصد قرار دیا ہے۔

ختم المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے کہ

اطلبوا العلم ولو بالصّین فانّ طلب العلم فریضة علی کل مسلم"[۱۰]

"علم طلب کرو خواہ تمہیں چین جانا کیوں نہ پڑے کیونکہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

بطور نمونہ مذکورہ حدیث مبارک سے علم و معرفت کی اہمیت بطریق احسن واضح ہو جاتی ہے۔ آج ہم اگر چاہیں تو ہر موضوع اور ہر مضمون کے بارے میں علمی دستاویز سوشل میڈیا کے توسط سے حاصل کر سکتے ہیں۔ تمام علمی قد آور شخصیات، جن تک عام افراد کی رسائی بہت کم ہوتی ہے، مگر اب سوشل میڈیا کے توسط سے ان کے بیانات، علمی تحقیقات اور ہدایات سے با آسانی آشنا ہو سکتے ہیں۔ آج ہر فقیہ کی اپنی ویب سائٹس کے علاوہ، فیس بک، ٹوئٹر اور واٹس ایپ پر ان کے فتاویٰ اور ہدایات اپلوڈ کر دیتے ہیں جس سے ہر شخص با آسانی آگاہ ہو سکتا ہے چاہے وہ دنیا میں جس جگہ بھی موجود ہو۔ اس کے علاوہ فیس بک اور واٹس ایپ پر مختلف دینی و تحقیقی و تعلیمی اداروں کی طرف سے گروپس بنے ہوئے ہیں جن میں مختلف موضوعات پر علمی بحث و مباحثہ ہوتا رہتا ہے اور دنیا جہاں کے سکالرز اور علماء کی آراء سے نہایت آسانی سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یوٹیوب پر ہر موضوع پر عالمی شخصیات کے لیکچرز موجود ہیں جن تک با آسانی رسائی ممکن ہے۔ طالب علموں کے لئے اپنے مضمون سے متعلق ہر قسم کی معاونت سوشل میڈیا کے توسط سے ہو سکتی ہے۔ مثلاً اپنے شعبے سے متعلقہ طلاب و اساتیذہ سے روابط، اپنے مضمون پر تحریری شکل میں یا ویڈیو آڈیو کی صورت میں مواد، دنیا

کے تعلیمی اداروں میں سکالر شپ کے پروگرامز اور مختلف اداروں میں داخلہ کے مواقع سوشل میڈیا کے توسط سے باآسانی معلوم کرسکتے ہیں۔

۳۔ درس عبرت کا ذریعہ:

قرآن مجید میں زمین کی سیر اور اس میں غور وفکر کے بارے میں متعدد آیات ہیں مثلاً سورہ مبارکہ غافر میں آیا ہے

اَوَ لَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡا ہُمۡ اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ بِذُنُوۡبِہِمۡ ؕ وَ مَا کَانَ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّاقٍ"[۱۱]

"کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ طاقت اور زمین پر اپنے آثار چھوڑنے میں ان سے کہیں زیادہ زبردست تھے، پس اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں گرفت میں لے لیا اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔"

قرآن مجید میں زمین کی سیر کرنے، آیات الٰہی میں غور وفکر کرنے اور حالات وواقعات سے درس عبرت لینے کی خاص تاکید آئی ہے۔ مذکورہ آیت میں گذشتہ واقعات اور آثار سے درس عبرت لینے کی تاکید کی گئی ہے۔ آج کل انٹرنیٹ کی دنیا جسکو "مجازی دنیا" کہا جاتا ہے درس عبرت لینے کا بھی ایک بہترین ذریعہ ہے۔ آج دنیا میں کوئی بھی حادثہ یا واقعہ پیش آئے اس ملک کے باشندوں سے بھی پہلے دوسرے ممالک میں موجود افراد کو اس کا علم ہو جاتا ہے اس میں سوشل میڈیا کا کردار ہے۔ دنیا جہاں کے واقعات کے پس پردہ حقائق اب سوشل میڈیا کے توسط سے عام افراد کی پہنچ سے دور نہیں ہیں۔ سوشل میڈیا کے توسط سے اب دنیا جہاں کے تاریخی مقامات کے بارے بھی جاننا بلکہ تصاویر اور ویڈیوز کی شکل میں ان کو دیکھنا بالکل آسان ہو گیا ہے۔ انسان ان تاریخی مقامات کے بارے تفکر وتدبر کرکے درس عبرت حاصل کرسکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ روزانہ ہمیں کسی حادثہ کی خبر یا لڑائی جھگڑے کے واقعات سوشل میڈیا کے توسط سے فوراً پتہ چل جاتے ہیں۔ ان واقعات سے اہل دانش اپنے لیے عبرت کا درس لیتے ہیں اور غافل لوگ بغیر کسی توجہ کے گزر جاتے ہیں۔

۴۔ صلہ رحمی کا ایک وسیلہ:

قرآن مجید میں نیک وصالح افراد کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہے؛

"وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ"[۱۲]

"اور اللہ نے جن رشتوں کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور برے حساب سے بھی خائف رہتے ہیں۔"

یعنی صلہ رحمی بھی نیک افراد اور اللہ سے اپنے عہد نبھانے والوں کی ایک نشانی ہے۔

اسی طرح روایت میں آیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام رسول خدا ص سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ص نے فرمایا؛

" اوصی الشاهد من امتّی و الغائب منهم و من فی اصلاب الرّجال و ارحام النّساء الیٰ یوم القیامة ان یصل الرحم و ان کان منه علیٰ مسیرة سنة فانّ ذٰلك من الدین"[۱۳]

میں اپنی امت کے حاضرین وغائبین اور وہ جو قیامت تک آنے والے مردوں کے صلب میں اور عورتوں کے رحموں میں موجود ہیں ان سب کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کریں اور ان سے اچھے تعلقات قائم رکھیں چاہے وہ اس سے ایک سال کی مسافت دور ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ صلہ رحمی دین کا ایک جزء ہے"

آیات وروایات میں اخلاق حسنہ میں سے جس قدر صلہ رحمی پر زور دیا گیا ہے شاید ہی کوئی دوسری صفت ایسی ہو۔صلہ رحمی کو انبیاء واوصیاء کے خصائل میں سے شمار کیا گیا ہے۔ آج سوشل میڈیا کے توسط سے اس وصف سے انسان باآسانی اپنے آپ کو مزین کر سکتا ہے۔گھر سے دور افراد حتی کہ دوسرے ممالک میں موجود افراد بھی واٹس ایپ، مسینجر، ایمو وغیرہ کے توسط سے اپنے والدین اور عزیز واقرباء سے بات چیت کر لیتے ہیں اور ان کے حال احوال باآسانی دریافت کر لیتے ہیں جس سے آپس کی قربت ومحبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔خاص طور پر ماوؤں کے لئے کہ اپنی اولاد کی دوری ان سے برداشت نہیں ہوتی، اب باہر سے بھی ویڈیو کال کے ذریعے ماں سے بات چیت کر لیتے ہیں جس سے انکو بہت خوشی بھی ملتی ہے اور ان کا احساس دوری بھی کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح سوشل میڈیا کے توسط سے دور دراز موجود رشتہ دار باآسانی ایک دوسرے سے جڑے رہ سکتے ہیں۔

۵۔عالمی حالات سے آگاہی کا ذریعہ

ہم جانتے ہیں کہ ختم المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے؛"مَن اَصبَحَ وَلَم یَهتَمَّ بِاُمورِ المُسلِمینَ فَلَیسَ بِمُسلِم"[۱۴]

"جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ مسلمانوں کے حالات کے بارے وہ آگاہی نہ رکھتا ہو تو وہ مسلمان نہیں"

اس حدیث پاک کی رو سے ہر مسلمان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عالمی حالات خاص کر مسلمانوں کے حالات و مشکلات سے باخبر رہے۔ آج اس مقصد کے لئے سوشل میڈیا ایک بہترین ذریعہ ہے کیونکہ بہت ساری خبریں جو عام میڈیا پر نشر نہیں ہوتیں وہ سوشل میڈیا پر بآسانی نشر ہو جاتیں ہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل مسئلہ فلسطین سے بہت کم لوگ آشنا تھے لیکن آج سوشل میڈیا کی وجہ سے ہر شخص اسرائیلی فوجیوں کے ظلم و بربریت سے واقف ہو گیا ہے۔ اور فلسطین ہو یا کشمیر، برما ہو یا یمن کے مظلوم ہر جگہ کی خبریں طاغوتی طاقتوں کے نہ چاہتے ہوئے بھی پوری دنیا میں پھیل جاتی ہیں۔ لہذا بطور مسلمان ہم سوشل میڈیا کے ذریعے اپنی اس ذمہ داری کو بخوبی نبھا سکتے ہیں۔ اور بآسانی دنیا جہاں کے مسلمانوں کے حالات سے آشنا رہ سکتے ہیں نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی آسانی کے ساتھ ان حالات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

۶۔وقت کی بچت کا ذریعہ

روایت میں آیا ہے "الفرصةُ سریعةُ الفَوتِ بَطیئةُ العَودِ"[۱۵]

"مواقع بڑی تیزی سے گزرتے اور بڑی دیر سے ہاتھ آتے ہیں"

نہج البلاغہ میں آیا ہے:

"بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُصَّةً"[۱۶]

"اندیشوں میں مبتلا ہونے سے قبل ہی مواقع سے فائدہ اٹھاؤ"

اگر سوشل میڈیا کا استعمال صحیح ہو جائے تو یہ وقت کی بچت کا سبب بن جاتا ہے اور اگر استعمال صحیح نہ ہو تو وقت کے زیاں کا باعث بنے گا۔ جیسے اگر پہلے دور میں ایک پیغام دور دراز تک پہنچانے کے لئے کئی دن لگتے تھے لیکن اب وہ

ایک لمحہ میں ممکن ہے۔ ایک شخص واٹس ایپ یا فیس بک کے ذریعے اپنا ایک پیغام دیتا ہے جس کے لئے چند سیکنڈ درکار ہوتے ہیں لیکن یہی پیغام ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں تک آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ اب تو بہت سارے سکائپ اور واٹس ایپ کے ذریعے دور دراز رہ کر آن لان میٹینگز بھی منعقد کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سوشل میڈیا کے توسط سے اب کم وقت میں زیادہ کام انجام دے سکتے ہیں۔

۷۔ جدید زمانے کے تقاضوں سے آشنائی

امام علی علیہ السلام اپنے وصیت نامے میں اپنے بیٹے کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یا بُنیّ إنّه لابدّ للعاقل من أن ینظرفی شأنه، فلیحفظ لسانه، ولیعرف أهل زمانه[17]

"اے میرے نور چشم! عاقل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی شان و مقام کا خیال رکھے پس اسے اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہیے اور اپنے ہم عصر لوگوں کی شناخت ہونی چاہیے۔"

اس جملے میں مولا نے عاقل کے لئے ایک نصیحت یہ فرمائی کہ وہ اپنے زمانے والوں کی شناخت رکھتا ہے۔

دوسری جگہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"العالم بزمانه، لاتهجم علیه اللوابس[18]"

"زمانہ شناس عالم کو فتنے گھیر نہیں سکتے"

دونوں نورانی کلمات میں اسی بات کی جانب اشارہ ہے کہ اہل علم کو زمانہ شناس بھی ہونا چاہیے۔ اب اگر موجودہ زمانے کی بات کریں تو اس زمانے میں سب سے زیادہ لوگوں کی توجہ سوشل میڈیا پر ہے اور سب سے زیادہ لوگ خاص کر نئ نسل کی دستیابی سوشل میڈیا پر ہے۔ ایسے میں صاحبان علم کو بھی اس کی شناخت اور اس کے استعمال کو جان لینا چاہیے تاکہ وہ اس وسیع میدان کو شیطانی طاقتوں کے لئے کھلا نہ چھوڑ سکیں۔ آج ایک عالم دین، ایک محقق اور ایک دانشور اگر سوشل میڈیا استعمال نہ کرے اور اسکے امور کو جاننے کی کوشش نہ کرے تو لا محالہ طاغوتی طاقتیں تو اپنا کام کر ہی رہی ہیں اور وہ تو اس میں مگن ہیں لہذا اگر اہل علم اس میدان سے آشنا نہ رہیں تو معاشرے میں اس کے برے نتائج مرتب ہونگے۔ آج سوشل میڈیا کا مثبت استعمال اس زمانے کے تقاضوں کے عین مطابق ہے جس سے صاحبان علم کو بے اعتنائی نہیں برتنی چاہیے۔

سوشل میڈیا کا منفی استعمال اور اس کے نقصانات

جیسا کہ ہم نے ابتدا میں یہ بات واضح کر دی کہ سوشل میڈیا بذات خود اچھائی یا برائی کا معیار نہیں بلکہ اس کی اچھائی اور برائی کا دارومدار اس کے استعمال پر ہے۔ سوشل میڈیا کے چند فوائد اور مثبت استعمال سپرد قلم کرنے کے بعد اب ہم اسکی دوسری جہت یعنی اس کے نقصانات اور منفی استعمال کی جانب گہری نظر ڈالتے ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نئی نسل سوشل میڈیا کا استعمال منفی معاملات میں زیادہ لیکن مفید اور مثبت معاملات میں کم کر رہی ہے۔ اس بات کے پیش نظر ذیل میں ہم سوشل میڈیا کے موجودہ کچھ منفی استعمال کو آیات واحادیث کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛

ا۔ بے حیائی وفحش کاموں کا ذریعہ:

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سوشل میڈیا کے توسط سے پھیلنے والی برائیوں میں سر فہرست فحش گانے، فلمیں، بے حیائی کے مناظر، اشتہارات کے نام پر بے پردگی عریانیت، اور فحش پیغامات و فحش مواد وغیرہ دوسروں کو بھیجنا ہیں۔ قرآن مجید میں بے حیائی اور فحش کاموں کے خواہشمند افراد کے بارے آیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ[۱۹]

"جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے، ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہو گا اور اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

آج زیادہ تر سوشل میڈیا کا استعمال فحش و بے حیائی و اخلاقی بگاڑ کی طرف دعوت، مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور غلط معلومات کو پھیلانے میں ہو رہا ہے۔ اگر بے حیائی و فحش فلموں اور ویڈیوز کی بات کی جائے تو ان کو دیکھنا، سننا اور پسند کرنا بھی شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ اور حرام ہے چونکہ اس میں سماجی، نفسیاتی اور روحانی مفاسد موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ آیت میں بے حیائی کی باتوں کو پھیلانے والوں کے لیے دردناک عذاب کی خبر سنائی گئی ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے پھیلنے والی برائیوں کی فہرست طویل ہے۔ ان میں پورنوگرافی (Pornography) سر فہرست ہے۔ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرتی ہے۔ جنسی جذبات کی

برانگیختگی اور جنسی تسکین کا سامان نوجوان انٹرنیٹ سے حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے برے نتائج اور اثرات معاشروں میں نظر آرہے ہیں۔ ان میں جنسی بے راہ روی، جنسی استحصال، بچوں سے زیادتی اور کثرت طلاق سر فہرست ہیں۔ یادرکھیں! جنسی بے راہ روی، ذہنی سکون اور قلب کا اطمینان چھین لیتی ہے۔ اس طرح کی برائی میں ملوث افراد ڈپریشن (Depression) کا جلد شکار ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات خودکشی کی نوبت آجاتی ہے۔ شہوت اور نفسانی خواہشات کا ذہن پر جب ہر وقت دباؤ رہنے لگتا ہے تو قوت فکر متاثر ہوتی ہے اور ذہنی استعداد میں کمی واقع ہونے لگتی ہے۔

۲۔ضیاع وقت کا سبب

ارشاد خداوندی ہے؛

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ"[۲۰]

"تو کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں عبرت حاصل کرنے والے عبرت حاصل کر سکتے تھے اور تمہارے پاس تو ڈرانے والا بھی آیا تھا لہذا اب عذاب کا مزہ چکھو کہ ظالمین کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اسی طرح روایات میں ملتا ہے کہ امیر کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا؛

"لاتَنسَ صِحتَّكَ وَقُوَّتكَ وَفَراغكَ و شَبابَكَ وَنَشاطَكَ اَن تَطلُبَ بِها الاخرَةَ "[۲۱]

"اپنی صحت' طاقت' فراغت' جوانی اور نشاط وبشاشت کے دنوں میں غفلت نہ برتو (بلکہ) ان ایام سے آخرت کیلئے فائدہ اٹھاؤ"

اس آیہ مجیدہ اور رویت شریفہ سے یہی درس ملتا ہے کہ انسان کو اپنا وقت فضول کاموں میں خرچ نہیں کرنا چاہیے تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔ بہت ساری روایات میں جوانی کے بارے میں خاص طور پر یہ بات آئی ہے کہ اس حوالے سے پوچھا جائے گا۔ آج اگر ہم عمومی طور پر بالاخص جوانوں میں دیکھیں تو وہ سب سے زیادہ وقت کا زیاں سوشل میڈیا کے ذریعے کر رہے ہیں۔ وہ گھنٹوں اس پر بے جا کاموں میں گزار دیتے ہیں مثلاً کمنٹ کرنے اور جواب دینے، دوسروں کی پوسٹس دیکھنے، اشتہارات اور فضول قسم کے ویڈیوز دیکھنے اس طرح کے فضول کاموں میں اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ تو نمازوں کے اوقات میں بھی نماز پڑھے بغیر اسی میں لگے رہتے ہیں۔ سوشل میڈیا

استعمال کرتے کرتے پوری رات گزر جاتی ہے یا تاخیر سے سو جاتے ہیں اس طرح نئی نسل کی اکثریت نماز صبح نہیں پڑھتی۔ لہذا اگر بے جا کاموں میں اس کا استعمال ہونے لگے تو یہ زہر ہلاہل کی طرح ہے اور وقت کے ضیاع کا بہت بڑا سبب بنتا جارہا ہے۔

۴۔ خاندانی نظام زندگی میں بگاڑ

ارشاد خداوندی ہے ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ''[۲۲]

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"

علامہ شیخ محسن علی نجفی اس آیت کے ذیل میں بیان فرماتے ہیں کہ

"اس آیت کی روشنی میں جس طرح ہر شخص اپنی ذات کے بارے میں ذمہ دار ہے۔ اپنے اہل و عیال جو اس کی رعیت ہے، کا ذمے دار ہے۔ مرد اپنے خاندان کے تمام افراد کے بارے میں، عورت اپنی زیر تربیت اولاد اور حقوق شوہر کے بارے میں ذمے دار ہے۔"[۲۳]

آج ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ میاں بیوی بھی ایکدوسرے کو اور اپنے بچوں کو وقت دینے کی بجائے گھر پر بھی سوشل میڈیا میں مگن رہتے ہیں۔ میاں گھر واپس آنے کے بعد بیوی کی معاونت، ان سے بات چیت یا بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کی بجائے اپنے موبائل کے توسط سے پھر باہر کے لوگوں کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف آج کل کی خواتین بھی گھریلو کاموں اور بچوں کی نگہداری سے زیادہ سوشل میڈیا کا استعمال شوق سے کرنے لگی ہیں۔ اس حد تک اس کا استعمال خاندانی نظام زندگی کی تباہی کا سبب بنتا جارہا ہے۔ میاں بیوی بعض اوقات ایک دوسرے کے فیس بک یا واٹس ایپ اکاونٹ چیک کرنے کے بعد شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر لڑائی جھگڑے اور جدائی تک کی نوبت آ جاتی ہے۔

۵۔ اولاد کی تربیت میں رکاوٹ:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أدبوا أولادكم على ثلاث خصال: حب نبيكم، وحب أهل بيته، وقراءة القرآن"[۲۴]

"اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تربیت دو: اپنے نبی کی محبت، اپنے نبی کے اہل بیت کی محبت اور تلاوت قرآن مجید"

آج ہم جانتے ہیں کہ سوشل میڈیا کی آمد نے اولاد کی تربیت میں کئی رکاوٹیں حائل کر دی ہیں۔ آج ایک والد کو علم نہیں ہوتا کہ اسکا بیٹا یا بیٹی اپنے کمرے میں بیٹھ کر کیا کچھ کر رہا ہے / رہی ہے۔ آج اولاد کی تربیت سوشل میڈیا کی وجہ سے ایک چیلنج بن گئی ہے کیونکہ دنیا کی ہر قسم کی برائی اولاد کی پہنچ میں ہے۔ اس سوشل میڈیا کی وجہ سے نئی نسل قرآن واہلبیت یعنی دین سے روز بروز دور ہوتی جارہی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین ابتدا سے اپنے بچوں کی ایسی فکری و نظریاتی تربیت کریں کہ وہ کہیں بھی معصیت کی طرف نہ جاسکیں۔

٦۔ افشائے منکر کا وسیلہ

سورہ توبہ میں آیا ہے کہ

"اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ یَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ"[۲۵]

"منافق مرد اور عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، وہ برے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ روکے رکھتے ہیں"

آیت کے مطابق ہر زمانے میں برے کاموں کی ترغیب دینا، راہ خدا میں کچھ بھی خرچ نہ کرنا اور اللہ کو بھلا دینا نفاق کی علامات ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ سوشل میڈیا کے توسط سے کس طرح برائی کی ترغیب دلائی جارہی ہے اور لوگ اللہ کو بھولتے جارہے ہیں۔ آج سوشل میڈیا پر ہر قسم کے گلوکاروں اور اداکاروں کی تصویریں، ویڈیوز پھیلا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ جنسی خواہشات کو برانگیختہ کرنے والی تحریریں، تصویریں اور ویڈیوز باآسانی منتقل کرتے ہیں۔ اس طرح ہر جوان کے ہاتھ میں برائی کا یہ ذریعہ پہنچ جاتا ہے اور پھر وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ ناچ گانے کی محافل اور اداکاروں کے رقص باآسانی سوشل میڈیا کے توسط سے دیکھ سکتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو ارسال بھی کرتے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا پر دوسروں کے رازوں سے پردہ اٹھانے والوں کو زیادہ پذیرائی ملتی ہے جس سے ان میں اس غیر اخلاقی کام میں مزید دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔

7۔ بری عادت

جوانوں کو حضرت علی علیہ السلام کے اس انتباہ پر سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیئے، آپ فرماتے ہیں::

غالِبِ الشَّهوةَ قبلَ قُوَّةٍ ضَرا وَتِها فَانَّها اِن قَوِيَت مَلكَتكَ ولَم تَقدِر على مُقاوَمَتَها[26]"

"نفسانی خواہشات کے خود سر اور شدید ہونے سے پہلے ان سے مقابلہ کرو' کیونکہ اگر نفسانی خواہشات خود سر اور قوی ہو جائیں تو تم پر حکمراں بن جائیں گی اور جہاں چاہیں گی تمہیں دھکیل کر لے جائیں گی اور تم میں ان سے مقابلے کی طاقت و قوت نہ رہے گی۔"

آج ہم دیکھتے ہیں کو سوشل میڈیا کا استعمال جوان نسل کی ایک بری عادت بن چکا ہے۔ آج جوان گھنٹوں اس پر گزارتے ہیں اور اسکو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس کا کتنا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ مشاہدے کی بات ہے کہ پوری پوری رات گزر جاتی ہے اور بعض لوگ موبائل پر فیس بک، واٹس ایپ اور اس طرح دیگر سماجی ویب سائٹس میں مگن رہتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی خطرناک عادت ہے جو نہ صرف وقت کا ضیاع ہے بلکہ روحانی و جسمانی دونوں اعتبار سے مضر ہے۔ حتی کہ تحقیق کے مطابق نفسیاتی لحاظ سے بھی اس کے برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

سوشل میڈیا استعمال کرنے کے آداب سورہ حجرات کی روشنی میں:

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے جسکی ہر آیت میں انسان کے لئے ہدایت ور ہنمائی موجود ہے۔ البتہ قرآن مجید کا ایک سورہ ایسا ہے جس میں سماجی زندگی کے آداب واطوار کو بڑے دلکش اور خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے اسی وجہ سے اس سورہ کو "سماجی مسائل" کے لئے گائیڈ لائن قرار دیا گیا ہے۔ وہ سورہ مبارکہ حجرات ہے۔ لہذا اب ہم قرآن مجید کے سورہ مبارکہ حجرات کے تناظر میں سوشل میڈیا استعمال کرنے کے آداب یہاں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آگے بڑھنے سے اجتناب

سورہ مبارکہ حجرات کی پہلی آیت میں انفرادی واجتماعی امور زندگی میں انسانوں کے لئے ایک کلی قانون دے دیا۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ"[۲۷]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، یقینا اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔"

آج کے سماجی و اجتماعی نوعیت کے مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ سوشل میڈیا کا اندھا دھند استعمال ہے۔ سوشل میڈیا کے صارفین خصوصاً دین اسلام کے پیروکاروں کو چاہیئے کہ وہ سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے یہ بات

ذھن نشین کر لیں کہ کہیں میرا کوئی قدم یا میری کوئی پوسٹ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اعظم (ص) کی تعلیمات کے برخلاف نہ ہو۔ خاص کر دینی معاملات میں بغیر علم و تحقیق کے خود ساختہ رائے بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ بغیر علم کے اپنی رائے کو دینی حکم بنا کر پیش کرنا اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا ہے اور دینی حدود کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔

۲۔ رد عمل دکھانے سے پہلے تحقیق کرنے کی تاکید

ارشاد خداوندی ہے؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ"[۲۸]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو، کہیں نادانی میں تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے"۔

آیت کے ذیل میں صاحب تفسیر نمونہ بہت اہم نکتہ بیان کرتے ہیں جو سوشل میڈیا پر بہت زیادہ رائج ہے۔ فرماتے ہیں "یہ نکتہ بھی قابل توجہ رہے کہ جھوٹی خبریں گھڑنا اور غیر موثق اخبار پر تکیہ زمانہ قدیم سے ظالموں اور استعماری نظاموں کے حربوں میں سے ایک ہے۔ جسکے ذریعے وہ ایک جھوٹی فضا پیدا کر کے بے خبر اور ناآگاہ لوگوں کو فریب اور غفلت میں رکھ کر انھیں گمراہ کرتے ہیں اور ان کے سرمایہ کو لوٹ لے جاتے ہیں۔ اگر مسلمان ایسے مقامات پر اس خدائی حکم پر عمل کریں جو اس آیت میں وارد ہوا ہے اور فاسقوں کی خبروں کو بغیر تحقیق و تفتیش کے قبول نہ کریں تو ان عظیم بلاؤں سے بچ جائیں گے"[۲۹]

مذکورہ آیت کے تناظر میں ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ کبھی بھی سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے اور کسی سنی ہوئی خبر پر تحقیق سے پہلے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ آج اگر سوشل میڈیا کے وسیع میدان میں نظر دوڑائیں تو سب سے زیادہ رائج روش یہی ہے کہ ہر قسم کی باتوں اور ہر قسم کی خبروں کو بغیر چھان بین کئے اور بغیر سوچے سمجھے شیئر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یوں منٹوں میں وہ خبر ہزاروں لوگوں تک پہنچ جاتی ہے، ہر ایک اپنا تبصرہ اور تجزیہ بھی شروع کرتا ہے مگر بعد میں جا کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر تو جھوٹی تھی اور حقیقیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا تو کف افسوس

ملنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ تو اس آیت مجیدہ سے یہ اصول اخذ کر لینا چاہیے کہ زندگی کے امور میں بالعموم اور سوشل میڈیا پر بالخصوص کوئی بھی بات بغیر تحقیق کے نہیں پھیلانی چاہیے اور دوسروں کی پھیلائی ہوئی باتوں پر بھی فورا اپنا ردعمل نہیں دکھانا چاہیے جب تک ہمیں اس بات کے صحیح ہونے کا گمان غالب نہ ہو یا یقین نہ آجائے اسے زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔

۳۔ بھائی چارہ قائم کرنا

ارشاد خداوندی ہے :"وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا۔ "

"اور اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔۔۔مومنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو۔"[۳۰]

سوشل میڈیا لوگوں کو جوڑنے اور تعلقات قائم کرنے کے لئے استعمال ہونا چاہیے۔ آیت کے پہلے حصے کے مطابق جب ہمیں جہاں بھی چاہے سوشل میڈیا کے میدان میں ہی کیوں نہ ہوں مؤمنین آپس میں دست بہ گریباں نظر آئیں تو وہاں ایک ذمہ دار مومن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس جھگڑے کی آگ کو بجھانے کی کوشش کریں۔

۴۔ ایک دوسرے کا مذاق مت اڑاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ"

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں۔ آیت کے ذیل میں تفسیر نمونہ میں آیا ہے کہ

" چونکہ قرآن مجید اس سورہ میں اسلامی معاشرے کو اخلاقی معیاروں کی بنیاد پر تعمیر کرنا چاہتا ہے۔ قرآن سب کو خبر دار کرتا ہے کہ وہ اس برے عمل یعنی تمسخر سے پرہیز کریں کیونکہ استہزاء اور تمسخر کا سرچشمہ خود کو برتر سمجھنے کا احساس اور کبر و غرور ہے، جو طول تاریخ میں بہت سی خونی جنگوں کا موجب بنا ہے"[۳۱]

آج ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ سوشل میڈیا کے توسط سے ایک گروہ دوسرے گروہ کا کس طرح مذاق اڑاتا ہے۔ لسانی اختلافات اور علاقائی وابستگیوں کا سہارا لیکر ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑوں پر اتر آتے ہیں۔ بعض اوقات

لوگ کسی ناقص العقل یا جسمانی نقص کے حامل افراد کی تصویریں یا ویڈیوز سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر کے ان کا تمسخر اڑاتے ہیں یہ انتہائی غیر انسانی عمل ہے لہذا سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے انسانیت کے تقاضوں کو نہیں بھولنا چاہیے۔ اس آیت میں ایک اصول دیا کہ کبھی بھی اچھائی یا بڑائی کا معیار قوموں اور گروہوں کو قرار نہ دو۔ بلکہ اچھائی و بڑائی کا معیار پاکیزہ کردار کو قرار دو،

5۔ برے القابات سے نہ پکارو:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ

" اور آپس میں ایک دوسرے پر عیب نہ لگایا کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کیا کرو، ایمان لانے کے بعد برا نام لینا نامناسب ہے"

صاحب المیزان یہاں ایک خوبصورت نکتہ بیان کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

" آیت میں آیا ہے کہ ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو اور اس حکم میں لفظ " انفسکم " استعمال کیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم سب ایک ہی سماج کے فرد ہو جو ایک جسد کی طرح ہے لہذا دوسرے کے عیوب کو بیان کرنا گویا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی اپنے عیوب کو بیان کر رہا ہو۔ پس انفسکم کہہ کر اس میں حکمت نہی کو بیان کیا ہے"[۳۲]

اس آیت کے تناظر میں آج سوشل میڈیا پر نظر دوڑائیں تو بعض اوقات بیہودگی اور غلیظ گفتگو کی کیفیت نظر آتی ہے۔ خاص کر جب بحث و مباحثہ ہو یا سیاسی اختلافات کی بات آ جائے تو برے القابات تو کیا گالم گلوچ سے بھی اجتناب نہیں کرتے۔ مزاحیہ پوسٹ بنانے کی خاطر فریق مخالف کے لئے ہتک آمیز القابات استعمال کرنا عام ہو گیا ہے۔ لہذا ایک مسلمان کو قرآن مجید کی اس آیت سے یہ درس لینا چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے کسی کے لئے توہین آمیز القابات استعمال کرنے سے اجتناب کرے۔

٦۔ بدگمانی و تجسس سے اجتناب کرو

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا"[۳۳]

" اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان یقیناً گناہ ہیں اور تجسس بھی نہ کیا کرو"

آج ہم دیکھتے ہیں کہ معاشروں میں اور سوشل میڈیا پر ہونے والے لڑائی جھگڑے اور آپس کی چپقلش کی وجہ زیادہ تر ایک دوسرے کے بارے بد ظن ہونا اور اس بد گمانی کے مطابق رد عمل دکھانا ہے۔ لہذا اپنی زندگی میں عموماً اور سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے خصوصی طور پر ایک دوسرے کے بارے میں بد گمانی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

آیت میں دوسرا حکم یہ آیا ہے کہ تجسس نہ کرو اس بارے میں علامہ طباطبائیؒ فرماتے ہیں کہ "تجسس سے مراد لوگوں کے پوشیدہ معاملات کو جاننے کی کوشش کرنا ہے تاکہ اس سے آگاہی حاصل کر سکیں"[۳۴]

آج اگر ہم سوشل میڈیا کی صورتحال کو اس جملہ کے تناظر میں دیکھیں تو سب سے زیادہ ضرورت اسی جملہ کی پیش آئے گی۔ آج ہم جانتے ہیں کہ اہم انکشافات کے نام پر لوگوں کے گھروں کی چار دیواری اور ناموس کی عزت کو بھی پاش پاش کر رہے ہیں۔ شخصیات کے بارے میں فوٹو شاپ کے ذریعے جعلی تصاویر بنا کر پھیلا دیتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے لوگوں کی Privacy پوشیدہ کاموں کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر فوراً اسکو پھیلا دیتے ہیں۔ اس آیت میں اس طرح کی غلیظ حرکات سے بچنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ کسی کی عزت سے کھیلنا بڑے گناہوں میں سے ایک ہے۔

۷۔ غیبت سے بچے رہو

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ۔

"اور تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو، اللہ یقیناً بڑا توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے"

آج اگر ہم سوشل میڈیا کی دنیا میں دیکھیں تو ہمیں، غیبت کے نمونے بھی عام نظر آئیں گے۔ سوشل میڈیا کو دنیائے مجازی کہا جاتا ہے آج اس دنیائے مجازی میں ایک دوسرے کی برائی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی۔ ایک فرد دوسرے فرد کی ایک قوم دوسری قوم کی برائی بیان کرنے میں مگن نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ فیس بک پر پوسٹ وغیرہ کرتے ہوئے یا کمنٹ کرتے ہوئے کسی کی برائی شروع کرتے ہیں اور سب کے سامنے لکھ کے بھیج دیتے ہیں۔ یہی

وجہ ہے کہ بعض اوقات ایک پوسٹ ایکدوسرے کے بیچ دشمنی کی وجہ بن جاتی ہے۔ لہذا سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے آپ کو اس برائی بلکہ برائیوں کی جڑ سے محفوظ رکھیں۔

نتیجہ بحث:

سوشل میڈیا کی حقیقت اور اس کے استعمال کا قرآن وسنت کی روشنی میں مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ موجودہ دور کی یہ جدید ایجادات ایک لحاظ سے نعمات الٰہی میں شمار ہوتی ہیں۔ سوشل میڈیا بذات خود اچھائی یا برائی کا معیار نہیں جس طرح ٹی وی، ریڈیو، تلوار اور بندوق وغیرہ بذات خود اچھائی یا برائی کا معیار نہیں۔ بلکہ انکی اچھائی اور برائی کا دارومدار ان کے استعمال پر ہے۔ سوشل میڈیا بھی اسی طرح سے ہے کہ اس کی اچھائی وبرائی کا معیار اس کے استعمال پر موقوف ہے۔ اگر اس سے استفادہ کیا جائے اور مفید کاموں میں استعمال کیا جائے تو یہ ایک مفید اور کار آمد چیز ہے اور اگر اسے برائی اور ضرر رساں امور میں استعمال کیا جائے تو ایک مضر اور نقصان دہ چیز ہے۔ آج معاشروں میں اس کے منفی استعمال بہت زیادہ ہیں، لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن وسنت سے اس کے استعمال کے لئے ہدایات لی جائیں۔

حوالہ جات

[1] ۔ جنگ نیوز آفیشل ویب سائٹ، 31 اکتوبر ۲۰۲۱، https://jang.com.pk

[2] ۔ قرآن مجید، ۱۳:۴۵

[3] ۔ قرآن مجید، ۴:۱۴

[4] ۔ قرآئتی، آیت اللہ محسن، "فعالیت در فضای مجازی از نظر قرآن"، www.mehrnews.com

[5] ۔ قرآن مجید، ۱۸:۰۸

[6] ۔ قرآئتی، آیت اللہ محسن، "فعالیت در فضای مجازی از نظر قرآن"، www.mehrnews.com

[7] ۔ انٹرویو بمقام جامعہ الکوثر اسلام آباد۔ ۳۱ مارچ ۲۰۱۹ بروز اتوار کو علامہ سید ضیاء اللہ بخاری جامعہ الکوثر دورے پر تشریف لائے تھے۔ طلباء کے ساتھ علمی نشست کے بعد ان سے ملاقات کر کے یہ انٹرویو لیا تھا۔

[8] ۔ قرآن مجید، ۱۶:۱۲۵۔

[9] ۔ نجفی، محسن علی، "الکوثر فی تفسیر القرآن"، ج، ۴، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، جنوری ۲۰۱۶، ص، ۴۷۸

[10] ۔ مجلسی، محمد باقر، "بحار الانوار"، جلد اول، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۹۸۳، ص، ۱۸۰، حدیث، ۲۲۱۲۰۰۔

[11] ۔ قرآن مجید ۲۱:۴۰۔

[12] ۔ قرآن مجید، ۲۱:۱۳۔

[13] ۔ الطبرسی، علی بن حسن، "مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار"، ج، ۱، حدیث: ۳۶۷۷۴۹، دار الثقلین قم، ۱۴۲۲ھ۔

[14] ۔ الکلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ج ۲، دار الحدیث قم، ۱۴۳۰ھ، ص، ۱۵۱۔

[15] ۔ مجلسی، محمد باقر، "بحار الانوار" ج، ۷۸ دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۹۸۳، ص ۱۱۳

[16] ۔ نہج البلاغہ، مکتوب نمبر ۳۱۔

[17] ۔ مجلسی، محمد باقر، "بحار الانوار"، جلد، ۶۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۹۸۳، ص ۲۸۱

[18] ۔ الکلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ج، ۱، دار الحدیث قم، ۱۴۳۰ھ، ص، ۲۷

[19] ۔ قرآن مجید ۱۹:۲۴۔

[20] ۔ قرآن مجید، ۳۷:۳۵

[21] ۔ مجلسی، محمد باقر، "بحار الانوار"، جلد، ۶۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۹۸۳، ص ۱۷۷

[22] ۔ قرآن مجید، ۰۶:۶۶۔

[23] ۔ نجفی، محسن علی، "الکوثر فی تفسیر القرآن"، ج، ۹، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، جنوری ۲۰۱۶، ص، ۲۲۹

[24] ۔ السیوطی، الامام جلال الدین، "الجامع الصغیر، ج: ۱، حدیث: ۳۱۱، دار الکتاب العلمیہ، بیروت لبنان، ص: ۵۱۔

[25] ۔ قرآن مجید، ۶۷:۰۹۔

[26] ۔ مطہری، آیت اللہ مرتضی، "تعلیم وتربیت در اسلام" انتشارات صدرا ایران، طبع ششم؛ ۲۰۱۶، ص ۷۹

[27] ۔ قرآن مجید، ۰۱:۴۹۔

[28] ۔ قرآن مجید، ۰۶:۴۹

[29] ۔ گروہ اہل قلم، "تفسیر نمونہ"، ج ۱۲، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان، مارچ ۲۰۱۱، ص ۴۴۲

[۳۰] ۔ قرآن مجید، ۱۰، ۰۹:۴۹

[۳۱] ۔ گروہ اہل قلم، "تفسیر نمونہ"، ج ۱۲، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان، مارچ ۲۰۱۱، ص ۴۵۹

[۳۲] ۔ طباطبائی، آیت اللہ محمد حسین، "المیزان فی تفسیر القرآن"، ج ۱۸، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان، 1973، ص ۳۲۲،

[۳۳] ۔ قرآن مجید، ۱۲:۴۹۔

[۳۴] ۔ طباطبائی، آیت اللہ محمد حسین، "المیزان فی تفسیر القرآن"، ج ۱۸، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان، 1973، ص 323